بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

شریعت بل کے خلاف حکومتی تحریکِ مخالفت!
نسوانی جمہوریت کے ماتھے کا جڑاؤ زیور!
اہلِ پاکستان کے لیے قوتِ شر کا تمغۂ مرگِ غیرت!

لیجئے! نفاذِ شریعت کا راستہ روکنے کے لیے خود حکومت میدان میں آگئی۔

یہ حکومت جس نے جمہوریت کی مالا کا جاپ کرتے ہوئے اب تک قوم کو خیانت، خون خرابے، مالی تباہی، ٹیکسوں اور مہنگائی کے نت نئے ردّوں کے سوا کچھ نہیں دیا، وہ اب کسی پھنیر سانپ کی طرح اپنا پھن اُٹھا کر پھنکارتی ہوئی نفاذِ شریعت کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی ہے۔ شریعت بل وہ کلید ہے جس سے ہمارے موجودہ و مروجہ دستوری و قانونی سسٹم میں قانونِ الٰہی کے نفاذ کا راستہ کھلتا ہے۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہم شریعت کے مخالف نہیں، ہم تو شریعت بل کے مخالف ہیں، تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم ریل گاڑی کے مخالف نہیں ہیں، بس ہم اس کے لیے پٹڑی بچھانے کے خلاف ہیں۔ انسان جب آفتاب جیسی کسی حقیقت کا انکار کرنے پر تل جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں استدلال کے لیے ایسے ایسے تارے آسمان سے توڑ لاتا ہے، بلکہ کبھی تو پورے نظامِ کہکشانی کو کھینچ کر فرش پا بنا لیتا ہے۔ آج "میں نہ مانوں" کا یہ تماشا ہم اپنی چشمِ سر سے دیکھ رہے ہیں۔

نفاذِ شریعت (اور بنیاد پرستی) کے خلاف امریکہ، برطانیہ، اسرائیل، روس،

کابل اور بھارت سب ہماری حکومت کی پشت پر ہیں۔

صورت اگر یہ ہوتی کہ مخالفتِ نفاذِ شریعت کے لیے کچھ لادینیت پسند، کچھ آوارہ مزاج، کچھ بیماریٔ تفرقہ کے جذامی، کچھ ماہرینِ خیانت اور کچھ قاتل اور ڈاکو اور مجرم لوگ از خود شریعت بل کے خلاف میدانِ سیاست میں جنگی کارروائی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے تو ہم دیکھتے کہ اس قوم کے اربابِ الحاد اور مغرب پرستوں، اور منافقت کے فن کاروں اور فروختنی گھوڑوں اور گھوڑیوں کا تناسب کیا ہے۔ اور ہم دیکھتے کہ یہ قوم اُن سے کیسے نمٹتی ہے۔ مگر اب تو عجیب و غریب صورت حالات پیدا ہوگئی ہے کہ عوامی سیاسی بازی گری کی ڈائرکٹر شپ خود سنبھال لی ہے۔ یعنی پہلے جس بے ضمیر آدمی میں اتنی جرأت بیجا نہ ہوتی کہ وہ حرکت میں آتا۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ وہ کوئی حرکت مذبوحی نہ کرتا، مگر اب اُسے اقتدار خود آواز دے رہا ہے کہ اُٹھو، اور اس کی منافقت میں دس گنا زیادہ جسارت پیدا ہوگئی ہے۔ اب تو حکومت نے خود عوام یا اپنی پارٹی کے لوگوں کو نہیں بلکہ محکمۂ مذہبی اُمور کے نام حکم جاری کیا ہے کہ وہ شریعت بل کے خلاف تحریک اُٹھوائے۔

محکمۂ مذہبی اُمور کے بھاگ بھی جاگے کہ اور تو جمہوری دَور میں اس سے خدمتِ دین کا کوئی کام سر انجام نہ پا سکا۔ اب بے حرکت پڑی ہوئی مشین کو اُلٹا چلا دیا گیا ہے کہ وہ دین کی سربلندی کی سیاسی، قانونی، علمی، فکری اور سماجی کوئی خدمت کرنے کے بجائے غلبۂ دین کے لیے جو اوّلین قدم قراردادِ مقاصد کے عین موافق اور قائداعظمؒ اور اقبالؒ کی قوم کے ولولۂ ایمانی کے عین مطابق شریعت بل کی شکل میں اُٹھایا جا رہا ہے۔ اسے روکنے کے لیے مزاحمتی تحریک چلانے کے انتظامات کرے۔ کیا ہماری حکومت محکمۂ مذہبی اُمور کو ان حکمرانوں کی طرح استعمال کرنا چاہتی ہے جنہوں نے امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام تیمیہؒ کی خاموش علمی تحریکوں کے خلاف جیل کی زنجیریں اور کوڑے استعمال کیے۔ یا کیا وہ اکبری دور کے خواب میں گم ہوکر نام نہاد علماء سے حقیقی علماء کا جادۂ اقامتِ دین رکوانا چاہتی ہے۔ کیا اُسے معلوم ہے کہ مجدد الف ثانیؒ کے خلاف اقتدار نے کیا کیا۔ اور اس کا جواب قدرت نے کیا دیا۔ اس کا

جواب اورنگ زیب عالمگیر تھا جس نے اکبر بادشاہ کے ہر نشان کو محو کر کے چھوڑا۔
محکمہ مذہبی امور کے نام باقاعدہ فرمان جاری ہوا ہے (ملاحظہ ہو اخبار جنگ، مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۹۰ء) کہ محکمہ شریعت بل کے مخالفین کو (تلاش کر کر کے) آگے لائے، ماڈرن خواتین (میری تجویز ہے کہ مخالفِ شریعت جمہوری مظاہروں میں طوائفوں کو بھی استعمال کرنا چاہیے ـــ راقم) پیپلز پارٹی کے وکلا، اور (نورانی میاں کی شاندار قیادت میں) علماء کو (چاہے وہ نام دھاری ہوں یا زرخرید ـــ راقم) احتجاجی مظاہروں کے لیے اُکسا کر وفاقی ایوان تک لایا جائے۔ علماء کے علاوہ پیروں ("پیرانِ پارسا" ـ راقم) مذہبی تنظیموں اور خواتین تنظیموں سے اخبارات میں شریعت بل کے خلاف بیانات اور اشتہارات دلوائے جائیں۔ بار ایسوسی ایشنوں میں قرار دادیں منظور کرائی جائیں۔
افسوس کہ ہماری حکومت میں جبر و مکر اور غل وغش کی ارواحِ بد گھس گئی ہیں۔
اُوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے، سخت قابلِ مذمت اور قابلِ نفرین ہے۔ ہماری بدبختیٔ اعمال اور شومیٔ قسمت کہ ہمارے یہاں جمہوری قبا میں نہ جانے استبداد کا کوئی دیو ناچ رہا ہے یا کوئی سحر طراز چڑیل۔
جمہوری لحاظ سے پہلا سوال یہ ہے کہ جب فضا میں کسی طرف سے سیاسی مظاہروں کی ہل چل موجود نہیں، کیونکہ سندھ، حیدر آباد، کراچی، انسانی جانوں، خون اور آبرو کی تباہی کو بے احساس کٹھ پتلیوں اور جاندار وحشی روبوٹوں نے جس طرح روز کا تماشا بنا رکھا ہے اس کے صدمے نے لوگوں کو سُن کر دیا ہے۔ اُوپر سے دشمن کی تلوار سروں پر لٹک رہی ہے، معاشرے کے حالات عذابِ الٰہی کا اندیشہ دلاتے ہیں۔ ایسے میں قوم ملک گیر مظاہروں کا مذاق اس وقت نہیں رکھتی ہے۔ افغانستان کے احوال کی خرابی اور کشمیری مجاہدین کے بارے میں بین الاقوامی ڈپلومیسی کے دائرے میں ناکامی کی ذمہ دار حکومت جو حال ہی میں اسلامی اور پاکستانی نقطۂ نظر سے نظامِ تعلیم کی تباہی کا منصوبہ اپنے پُشت بانوں سے قبول کر کے اس پر عملی کارروائی شروع کر چکی ہے۔ اب لے دے کے اس کے لیے اِن حالات میں یہی کام رہ گیا ہے کہ شریعت بل

کے خلاف مظاہرے کرائے۔

دوسری گذارش ہم یہ کرنا چاہتے ہیں کہ چاہیے یہ تھا کہ حکومت جمہوریت کے احترام میں اس معروفِ عام اور عرصہ سے زیرِبحث رہنے والے بِل کو جو سینٹ کے ایوان سے پاس ہو کر آگیا ہے، زیریں وفاقی ایوان میں پیش کر کے دونوں کی آراء اور دلائل کو بھی سُنتی، مختلف تعلیمی و دینی ادارات، اخباری دانشوروں، تعلیمی ماہرین، وکلا کی انجمنوں سے اس کے متعلق رائے بھی سامنے کے ساتھ طلب کر لیتی، نیز از خود بھی یہ مسئلہ ایوان میں آنے کے بعد اخبارات اور جلسوں میں زیرِبحث آتا — پھر آخر کسی ہنگامہ آرائی کی ضرورت ایک ایسی حکومت کو کیا تھی جس کے ساتھ اکثریت ہے، اور جس کے پاس قوم کا منڈیٹ ہے (چاہے کتنے فی صد ہو)۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ حکومت کے لیے بہترین راستہ یہ تھا کہ وہ خود ایک شریعت بل لاتی جو قرآن و سنّت کے تقاضوں سے زیادہ اقرب ہوتا اور قراردادِ مقاصد کے زیادہ مطابق اور تحریکِ پاکستان اور دیگر دینی تحریکات کے ملنے والوں کے دینی رجحانات کا زیادہ آئینہ دار ہوتا۔

پھر ایوان کے اراکین اور قوم کے عوام یہ دیکھ لیتے کہ پلڑا کدھر بھاری ہے۔ صداقت و دیانت کی اس راہ کو چھوڑ کر اور اپنے ایوانوں کو، اور ایوانوں کے اندر اپنے آپ کو کمزور پا کر یہ بچگانہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ خود حکومت ہی کی مشینری سے تقاضا کیا گیا ہے کہ وہ شریعت بِل کی مخالفت کی تحریک اور اس کے مظاہروں کے انتظامات کرے۔

چوتھی شکایت ہمیں یہ ہے (اور اس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے) کہ حکومت کو حکومت کی مسند سے بات کرنے کے بجائے، پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن کو اپنی پارٹی سے یہ بات کرنی چاہیے تھی کہ وہ کسی سیاسی تحریک اور مظاہراتی سرگرمی کا آغاز کرے۔ یہ کام بھی اگر چپکے سے اندر ہی اندر کر لیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ لیکن حکومت کی کرسی سے ایک سرکاری محکمے کو ایسے کام کے لیے حکم دینا گویا سرکاری مشینری کو سیاست کے چکر میں

ڈالنا ہے۔ حالانکہ سرکاری محکمے یا افسر یا ملازم نہ تو کسی پارٹی کے غلام ہوتے ہیں اور نہ اُن کا سیاسی استعمال جائز ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ آپ قلم چلانے والے شریف، دیانت دار اور انصاف پسند افسر کو یہ حکم دیں کہ کل سے آپ قلم کی جگہ ڈنڈا اور کاغذ کی جگہ پارٹی کا جھنڈا لے کر میدان میں کھڑے ہوں۔

جنابِ والا! یہ حکومت چلانے کے طریقے نہیں ہوتے، بلکہ حکومت کی مشینری کے ہر پُرزے اور پینچ کو خراب اور تباہ کر دینے کے انداز ہیں۔ ہمیں ایسے نقصانات پہلے بھی بہت پہنچے، مگر سرکارِ جمہوریت نے تو حد ہی کر دی۔

محکمہ مذہبی اُمور کا یہ کام بہر حال نہیں کہ وہ محکمہ لا مذہبی اُمور میں بدل جائے۔ ایسا ہوا تو آئندہ اس کی کوئی دینی اہمیت نہیں رہے گی۔ اگر اس کے افسران میں دین و شریعت سے وفاداری موجود ہے تو وہ کسی مخالف دین و شریعت تحریک کے لیے اپنی خدمات ضمیر زندہ کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے۔ ان کی وفاداری پاکستان سے ہے، دستور (اور قراردادِ مقاصد) سے ہے اور ان کی وفاداری بنیادی ضابطۂ ملازمت سے ہے۔

پانچواں نکتہ توجہ یہ ہے کہ حکومت یا ایوان کے پروگراموں یا فیصلوں کے خلاف اگر کوئی مظاہرہ احتجاج ہو تو اب تک کی روایت یہ رہی ہے کہ اوّل تو مظاہرین یا مطالبہ کرنے والوں کو اسلام آباد میں گھسنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بلکہ پہلے ہی لاٹھی، گیس، گولی سے تواضع شروع ہو جاتی ہے۔ ستم یہ کہ اب اپنی ضرورت سے حکومت خود جلوسوں کو ایوان تک آنے اور ہنگامہ مچانے کی دعوت دے رہی ہے۔ یعنی یہ ایک مصنوعی گھریلو ڈرامہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر دوسرے نقطۂ نظر کے کثیر التعداد علمبرداروں کے جلوس اور مظاہرے ہوئے تو کیا ان کو بھی حکومت ویسے ہی مواقع اور آسانیاں دے گی؟ اگر نہ دے گی تو وہ غیر جانب دار حکومت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے لیے انصاف کرنا ممکن نہیں۔ اور جو حکومت جانب دار ہو اور انصاف نہ کر سکے وہ جمہوری تو ہرگز نہیں ہو سکتی، اُلٹا مسئلہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں اُسے حکومت کرنے کا حق بھی حاصل نہیں۔ جہاں تک ہماری یادداشت کا تعلق ہے وہ قوم یا دین سے اب تک

کسی بڑے معاملے میں انصاف نہیں کر سکی۔ آخر شریعت بل کے مسئلے میں کیسے انصاف کرے گی جو اس کے لیے "گل گھوٹو" سے کم نہیں ہے۔

چھٹی گذارش یہ ہے کہ ان غیر جماعتی اور غیر منظم اور نامعلوم افراد کے ہجوموں میں لازماً قادیانی شریک ہوں گے (کیونکہ وہ نفاذِ شریعت کے مخالف ہیں ــ راقم)، شیعہ اور اسماعیلی ضرور شریک ہوں گے، کیونکہ وہ پہلے بھی اس بل کی مخالفت اس بنا پر کرتے رہے ہیں کہ فقہ جعفریہ کے علاوہ ہم اسے قبول نہیں کرتے۔ حالانکہ ایران میں سنی اقلیت کو سنی قانون تو کجا کوئی مسجد تک حاصل نہیں ہے۔ ہمارے پاس رپورٹ موصول تھی، مگر ایرانی زلزلے کی وجہ سے ہم نے شائع نہیں کی۔ اس طوفان میں سیکولرازم کے مومنین قانتین، مغربیت کی فاسقانہ معاشرت کی ہیروئن کے سرمست، مال وجاہ کی مہرہ بازی کے مناظر، غیر مسلم اقلیتیں (جو واضح طور پر سیکولرازم کو ترجیح دیتی ہیں)۔ بلکہ کون تردید کر سکتا ہے کہ اس میں صہیونی ("موساد" کے آدمی) ہندو "را" کے آدمی) کابل سے لے کے بی بی سی کے آدمی، اور فنڈا منٹلزم کے خلاف ہر چال چل سکنے والے امریکہ کی طرف سے سی آئی اے کے آدمی اس میں شریک نہیں ہوں گے۔ پھر خواتین کے نام پر تمام اداکارائیں، گلوکارائیں اور کئی طرح کی کارائیں اور ماڈل گرلز، رقاصائیں شامل ہوں گی۔

اس قسم کے بھان متی کے کنبے کو جو دین واخلاق اور سیاسی اصول پسندی کے مقابلے میں مرفوع القلم ہو، اسے اگر حکومت صاحبہ سیاست جیسی شریفانہ ذمہ داری کے دائرے میں لاگھسیڑے گی تو کس قدر تخریبی نتائج پیدا ہوں گے۔

ساتواں اندیشہ یا وسوسہ یہ ہے کہ اخبارات میں یہ بات کئی بار آچکی ہے کہ سندھ کارڈ تو استعمال ہو چکا۔ اب وزیراعظم کسی وقت شیعہ کارڈ استعمال کریں گی۔ آپ چاہیں یا نہ چاہیں، آپ کے مظاہراتی ہجوموں میں شیعہ بھرپور طریق سے آئیں گے، فساد انگیز نعرے لگائیں، اور کارڈ استعمال ہو جائے گا۔ جب یہ حالات کا گہرا مطالعہ رکھنے والوں کو معلوم ہے کہ ایک طرف گلگت چترال سے لے کر (جہاں شیعہ آبادی بھی ہے اور اسمٰعیلی اڈا بھی بن گیا ہے) سری نگر تک نئی شیعہ سلطنت کی طرح ڈالنے پر لوگ سوچ

رہے ہیں، کیونکہ آثار سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ دوسری طرف یہ بات مشہور ہے اور شائع ہو چکی ہے کہ سندھ سے شروع کر کے گریٹر بلوچستان حتیٰ ایران تک شیعہ تسلط قائم ہو سکتا ہے۔ جب کہ سندھ اور بلوچستان (خصوصاً کوئٹہ میں) جارحانہ طرزِ عمل والے شیعہ موجود ہیں۔ ادھر آپ نے بہت سے محکموں اور بنکوں میں شیعہ افسر بہت مقرر کئے ہیں۔ اور عام ملازم بھی بھرتی کئے ہیں، لیکن ایوان میں نہیں بتایا کہ آبادی کے تناسب سے معاملہ کیا ہے؟ ہمارے اندر نہ فرقہ پرستی ہے، نہ شیعہ بھائیوں کو ہم غیر سمجھتے ہیں، مگر حقائق کو واضح رہنا چاہیے۔

اندریں صورت شہر بہ شہر تو علمائے اہل سنّت کی مجالس قوم اس کے لیے اپنے لوگوں کو لب بند رکھنے اور صبر کرنے پر مجبور کریں گے، جب کہ دوسری طرف سے پہلے کی طرح جارحیت ہوگی، اور خصوصیت سے آپ کے طلب کردہ جلوسوں میں سجاتے کیا کیا ہوگا۔

ہم نہیں کہتے کہ یہ باتیں ضرور صد فی صد درست ہیں یا ایسا ہونا چاہیے۔ ہم تو صرف آپ کو توجہ دلا رہے ہیں کہ اس خطرے سے قوم کو بچایئے۔ سارا کچھ متزلزل ہو جائے گا۔

خدارا سوچو کہ اس پاکستان کے لیے بڑوں اور چھوٹوں، ننھے منّے لالوں کی جانوں اور ماؤں بہنوں کی عصمتوں کی کتنی قربانیاں دی گئی ہیں۔ اور اب اپنے ملک میں عین دورِ جمہوریت میں قوم سے یہ ظالمانہ خراج کس بے دردی سے لیا جا رہا ہے۔ اب جو مسلمان محکمہ مذہبی امور سکے تعاون سے مسلمانوں کے خلاف لادینیت کی جنگ لڑیں گے، وہ آخرت کی عدالت میں خدا کو کیا جواب دیں گے کہ بے نظیر کو خوش کرنے کے لیے ہم نے شریعت بل کے خلاف جنگ کی۔ اور اسی رَو میں ہم نے موجودہ لادینی نظام دینی نظام پر ترجیح دے کر قائم رکھا ــــ ظالمو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن شفاعت تھامنے کا موقع کیسے پاؤ گے۔

خدا کے لیے خیال کرو کہ تم سب ایک عذاب کے گھیرے میں ہو اور روز دردناک واقعات ہو رہے ہیں۔ اور یہ واقعات زیادہ بڑے طوفان کا اشارہ کر رہے ہیں۔ خدا سے توبہ و استغفار کر کے اور نیکی کا کوئی کام کر کے اس طوفان سے بچنے کی دعا

کہو ۔ اگر تم نے شریعت بل کی مخالفت کی تو کوئی بلا ٹوٹ پڑے گی ۔

ساری قوم آئندہ چند دنوں میں دیکھ لے گی کہ اُن کے اندر لادینیت پسند، انحراف پسند، مریضانِ تجدید، اعتقادی افتراقیت کے مسحور، منافق اور وقت کے جبابرہ وقت کے فدائی غلام، نسوانی حکومت کے سینڈل چاٹنے والے ، مال وجاہ اور ذرا ذرا سی خواہش کے بُتوں کے پُجاری ، ہم میں کون کون سے ہیں اور کس کس طبقے سے برآمد ہوتے ہیں اور کس مرتبے کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں ۔ ان کو قوم دیکھے اور پہچان لے کہ یہی اس کی مصیبتوں کا باعث ہیں ۔

حرف آخر یہ کہ ہماری نسوانی حکومت کو شریعت بل کی مخالفت کا جھومر مبارک ہو ۔

نیا شگوفہ

نہایت درجہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہماری وزیر اعظم صاحبہ خدا کے مقابلے پر اُتر آئی ہیں اور اس کے نازل کردہ حکمِ قرآن کو ماننے سے انکار کر کے ایک نصِ صریح کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکی ہیں ۔

جنگ مورخہ ۲۰ جولائی میں فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں کے ہاتھ کاٹنا مناسب نہیں سمجھتے ۔

قرآن کے یہ الفاظ صریح اور ناقابلِ تحریف و تاویل ہیں کہ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا (سورۃ المائدہ ۳۸)

محاربہ کی سزا قرآن میں یوں بیان ہوئی ہے :

اَنْ يُّقَتَّلُوٓا اَوْ يُصَلَّبُوٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ (المائدہ ۳۳)

قرآن کے نصوصِ صریح اور احکامِ واضح کی مخالفت کرنا اقتدار اور دولت کو تو شاید نقصان نہ پہنچائے مگر ایمان کے لیے تباہ کن ہے ۔